جنتی کی تین صفات

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (٢١) (آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان کے لیے بنائی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (الحدید 21)

جنت رب کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ہے، جہاں ہر لمحہ رب کے انعامات واحسانات جنتوں پر نازل ہوتے رہتے ہیں، ایسی نعمتیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے نہیں سنی اور نہ کسی دل میں ان جیسی نعمتوں کا خیال آیا ہوگا۔ جنت وہ جگہ جہاں کے اہل سے اللہ تعالی ہمیشہ کے لیے راضی ہوگیا ہے اب ان سے کبھی خفا نہیں ہوئے گا۔

جنت بہت قریب ہے اس کا حاصل کرنا ناممکن نہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ." "جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔" (بخاری 6488)

وفيه: أنَّ تَحصيلَ الجنَّةِ سَهْلٌ بتَصحيحِ القَصدِ وفِعلِ الطَّاعةِ، والنَّارُ كذلك بمُوافَقةِ الهَوى وفِعلِ المعصيةِ. اگر نیت درست ہو اور اطاعت کے کاموں کو انجام دیا جائے تو جنت کا حصول اس انسان کے لیے آسان کردیا جائے گا۔ اسی طرح جو انسان اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرے اور گناہوں میں زندگی گزارے تو جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا۔

جنتی کی بعض صفات کا ذکر حدیث میں

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ: "... وقَالَ: وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ: مُقْسِطٌ، مُتَصَدِّقٌ، مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ،... حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:...(پھر آپ ﷺ نے)فرمایا:اہل جنت تین (طرح کے لوگ)ہیں (1) ایسا سلطنت والا جو عادل ہے صدقہ کرنے والا ہے اسے اچھائی کی توفیق دی گئی ہے۔ (2) اور ایسا مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہے۔(3)اور وہ عفت شعار (برائیوں سے بچ کر چلنے والا)جو عیال دار ہے،(پھر بھی)سوال سے بچتا ہے۔ صحيح مسلم، كِتَاب الْجَنَّةِ وَصِفَةِ نَعِيمِهَا وَأَهْلِهَا، باب الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ، 2865

****

جنتی کی پہلی صفت

ذُو سُلْطَانٍ: مُقْسِطٌ، مُتَصَدِّقٌ، مُوَفَّقٌ یعنی ایسا سلطنت والا جو عادل ہے صدقہ کرنے والا ہے نیز اسے اچھائی کی توفیق دی گئی ہے۔

ذُو سُلْطَانٍ: حکمران،اس میں ہر وہ مسلمان داخل ہے جسے مسلمانوں کے کامون کا ذمہ دار بنایا گیا ہے، یا حکمران اپنی رعایہ کے ساتھ انصاف کرتا ہے،ان میں عدل وانصاف اور حق کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ ظلم وزیادتی اور حق تلفی سے کام نہیں لیتا۔

مقسط: عادل وانصاف پسند، چاہیے باپ ہو اپنے بچوں پر جو ذمہ دار ہے، چاہے مدیر ہو جس کے ماتحت لوگ کام کرتے ہوں، چاہے بادشاہ ہو جس کے تحت رعایہ رہتی ہے وغیرہ

وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (٩) اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے(الحجرات 9)

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (١٥) اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔(الجن 15)

مقسط (انصاف پسند) بنیے قاسط (ظالم) نہیں۔

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِيُشْهِدَهُ عَلَى صَدَقَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ. فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میرے باپ نے کچھ مال اپنا مجھے ہبہ کیا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا بولی: میں جب خوش ہوں گی تو اس پر گواہ کر دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انصاف کرو اپنے مال میں۔“ پھر میرے باپ نے وہ ہبہ پھیر لیا۔(مسلم 1623)

نوٹ: اولاد کا نفقہ حسب ضرورت الگ ہو گا البتہ ہدیہ سب کو برابر دینا ہے۔

<u>مُتصدِّقٌ</u>: أي: يَبذُلُ فيهم المالَ والعطاءَ، ولا يَكتنِزُ مِن أموالِهِم شيئًا. **مال خرچ کرنے والا اور ان کے مال سے کچھ بھی روکنے والا نہیں۔**

صدقہ کرنے والا، ذمہ دار عدل کرنے والا ہے اور اس پر مزید وہ دینے والا ہے، عطا کرنے والا ہے، مال جمع کر کے خود رکھنے والا نہیں۔

عَن حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، يَقُولُ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ، مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، وَأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ جَوَّاظٍ، عُتُلٍّ، مُسْتَكْبِرٍ."

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں تم کو بتلاؤں بہشتی کون لوگ ہیں، ہر ایک غریب ناتواں جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے (اس کی قسم پوری کر دے) اور دوزخی کون لوگ ہیں ہر ایک موٹا، لڑاکا، مغرور، فسادی۔(بخاری6657)

جَوَّاظٍ کا مطلب الجموع المنوع بیان کیا گیا ہے یعنی ایسا حریص آدمی جو مال جمع کرتا رہتا ہے لیکن بخیل بھی ہے خرچ نہیں کرتا۔ مومن میں حرص اور بخل کی عادات نہیں ہوتیں۔ بلکہ یہ منافقوں اور کافروں میں ہوتی ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

مُوفَّقٌ: قدْ هُيِّئَت له أسبابُ الخيرِ، وفُتِحَ له أبوابُ البِرِّ. جس کے لیے خیر کے اسباب مہیہ ہو گئے ہوں اور جس کے لیے تمام نیکیوں کے دروازے کھل گئے ہوں۔

****

جنتی کی دوسری صفت

وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ **اور ایسا مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہے۔**

رجلٌ رَحيمٌ، أي: كثيرُ الرَّحمةِ والإحسانِ على الصَّغيرِ والكبيرِ رقيقُ القلبِ ليِّنٌ عند التَّذكُّرِ والموعظةِ، فهو ذو رأفةٍ ورَحمةٍ لأقاربِه ولأهلِ الإسلامِ، فيَبذُلُ في جَميعِهم الخيرَ والعطاءَ وقَضاءَ الحوائجِ بما قدَّرَه اللهُ عزَّ وجلَّ عليه.

مہربان شخص جو نرمی کا معاملہ کرنے والا ہے، چھوٹے ہو یا بڑے سب پر احسان کرتا ہے، اپنے قریبی رشتہ دار اور تمام مسلمانوں کے لیے نرم دل، سب میں خیر کو تقسیم کرنے والا، اور جتنی اللہ تعالی نے استطاعت دی ہے اس کے بقدر دوسروں کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والا۔

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ. اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔ (بخاری 6657)

عُتُلٍّ: درشت خو سے مراد بات چیت کے انداز میں اور برتاؤ میں سختی اختیار کرنے والا ہے۔ اس قسم کے بداخلاق آدمی سے ہر کسی کا جھگڑا ہوتا ہے جس سے فساد جنم لیتا اور بڑھتا ہے۔

مُسْتَكْبِرٍ: تکبر کرنے والا، لوگوں کو حقیر سمجھنے والا اور ان کے حق کو نہ دینے والا۔

اس کے برعکس جنتی نرم دل اور نمر مزاج رکھنے والا ہو گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ جنت میں ایسی قومیں (امتیں جماعتیں) داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم 2840)

پرندوں کے دل کی طرح یعنی ان میں نرمی ہوتی ہے، اللہ سے خوف کھانے والے اور اس کا ذات پر توکل کرنے والے ہوتے ہیں۔

یہ نرمی کا معاملہ سب سے پہلے اپنے والدین کے ساتھ، اپنے اہل وعیال کے ساتھ پھر اپنے رشتہ دار کے ساتھ اور پھر تمام مسلمانوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔

ہمارے حسن اخلاق کے سب سے زیادہ حقدار ہماری ماں ہیں، پھر والد پھر اہل وعیال پھر رشتہ دار اور مسلمان۔

****

جنتی کی تیسری صفت

وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ اور وہ عفت شعار (برائیوں سے بچ کر چلنے والا) جو عیال دار ہے، (پھر بھی) سوال سے بچتا ہے۔

والثَّالثُ: عَفيفٌ، أي: مُتَّصِفٌ بالعفَّةِ، مُجتَنِبٌ عمَّا لا يَحلُّ، مُتعفِّفٌ، عَنِ السُّؤالِ، مُتوكِّلٌ على الملِكِ المتعالِ في أمْرِه، والعفيفُ مَن كانت العِفَّةُ سَجيَّةً وطَبيعةً له، والمتعفِّفُ مَن يُكلِّفُ نفْسَه بالعفَّةِ ويَكتسِبُها بعْدَ أنْ لم تكُنْ، وهو ذُو عِيالٍ، أي: له مِن الأولادِ ونحوِهم ممَّا يَحتاجُون الإنفاقَ عليهم، إلَّا أنَّه لا يَحمِلُه حاجةُ العيالِ ولا خَوفُ رزقِهم على ترْكِ التَّوكُّلِ على اللهِ عزَّ وجلَّ، فلا يَسأَلُ النَّاسَ ما في أيْدِيهم، بلْ يَبذُلُ نفْسَه في كَسبِ قوتِ يومِهِ.

عفیف یعنی عفت والا برائیوں سے بچنے والا، سوال کرنے، مانگنے سے پرہیز کرنے والا۔ اپنے معاملات میں اللہ تعالی کی ذات پر مکمل بھروسہ کرنے والا۔

<u>عَفِيفٌ</u>: اس کو کہتے ہیں جس کی طبیعت میں ہی عفت پائی جاتی ہے۔ (جو مانگتا نہیں)

<u>مُتَعَفِّفٌ</u>: اس کو کہتے ہیں جو اس صفت کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ یعنی اس کے لیے اسے اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے اور اس پر اس کا پورا کنٹرول ہوتا ہے۔ (کوئی اگر کچھ دے تو قبول نہیں کرتا ہے بلکہ اپنی عزت نفس کی حفاظت کرتا ہے)

<u>ذُو عِيَالٍ</u>: کثیر العیال، جس کے اہل عیال زیادہ ہوں جن پر اسے خرچ کرنا ہے اور ان کی ذمہ داری اٹھانا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہین پھیلاتا ہے اور نہ ہی دست سوال دراز کرتا ہے۔ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتا۔ وہ تو اللہ تعالی کی ذات پر توکل کرتا ہے اور محنت سے کماتا ہے اور اپنے اہل وعیال کا خیال کرتا ہے۔

اس کاایک معنی یہ بھی ہے کہ یہ حسد کرنا والا نہیں ہے، دوسروں کے پاس کیا نعمتیں ہیں اور اس کے پاس کیا نہیں ہے اس کی وہ فکر نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالی سے خیر طلب کرتا ہے اور اپنے دل کو حسد جلن سے پاک رکھتا ہے۔

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ''اے اللہ! تو ہمیں حلال دے کر حرام سے کفایت کر دے، اور اپنے فضل (رزق، مال و دولت) سے نواز کر اپنے سوا کسی اور سے مانگنے سے بے نیاز کر دے''۔ (ترمذی 3563)

اللَّهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجْهِي عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِي عَنِ الْمَسْأَلَةِ لِغَيْرِكَ سلف یہ دعا بکثرت کیا کرتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تونے میری جبیں کو غیر اللہ کے سامنے جھکنے سے بچالیا ہے اسی طرح میرے چہرے کو غیر اللہ سے مانگنے سے محفوظ فرمالے۔(امام احمد بن حنبل نے یہ دعا وکیع بن جراح سے سیکھی، وکیع بن جراح نے سفیان ثوری سے سیکھی اور سفیان ثوری نے منصور بن معتمر سے سیکھی۔ دیکھیے حلیۃالاولیاء جلد 9 صفحہ 233)

ہشام بن عبدالملک اور سالم بن عبداللہ بن عمر کا وقعہ

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک مسجد حرام میں داخل ہوا تو اس کی ملاقات سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب سے ہوئی(تابعی ہیں فقہاء مدینہ میں شمار ہوتا ہے)۔

ہشام بن عبدالملک نے سالم سے کہا کہ اگر آپ کی کوئی ضرورت ہو تو بتائیے۔(عموماً حکمران علماء کا خیال کرتے تھے)۔

سالم رحمہ اللہ نے جواب دیا: مجھے شرم آرہی ہے کہ میں اللہ کے گھر (کعبۃاللہ) میں ہوتے ہوئے اس کے سوا اور کسی سے مانگوں۔(اس پر ہشام بن عبدالملک خاموش ہوگیا)

وہ وہ دونوں مسجد حرام سے باہر آئے تو ہشام بن عبدالملک نے پھر اپنی پیش کش رکھی اور سالم سے کہا کہ اب بتائیے کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے جسے میں پورا کروں؟

سالم بن عبد اللہ بن عمر نے کہا دنیا کی ضرورت کے تعلق سے پوچھ رہے ہو یا پھر آخرت کی کوئی ضرورت پوری کرو گے؟

ہشام نے کہا دنیا کی ضرورت بتائیے۔ (بھلا آخرت کی ضرورت کوئی انسان کیسے پوری کر سکتا ہے)

اس پر سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہم دنیا تو اس ذات سے بھی نہیں مانگتے جو کہ اس دنیا کی حقیقی مالک ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دنیا کا سوال کسی ایسے انسان سے کریں جو دنیا کا حقیقی مالک بھی نہیں؟

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَة: دَخَلَ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الملِكِ الْكَعْبَة؛ فَإِذَا هُوَ بِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَحِمَهُ الله؛ فَقَالَ لَهُ: سَلْنِي حَاجَةً؟

قَالَ رَحِمَهُ الله: إِنِيِّ أَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ أَن أَسْأَلَ فِي بَيْتِهِ غَيْرَه؛

فَلَمَّا خَرَجَا؛ قَالَ لَهُ هِشَام: الآنَ فَسَلْنِي حَاجَةً؛ فَقَالَ لَهُ سَالِم: مِن حَوَائِجِ الدُّنْيَا أَمْ مِن حَوَائِجِ الآخِرَةِ؟ فَقَالَ هِشَام: مِن حَوَائِجِ الدُّنْيَا؛ قَالَ رَحِمَهُ الله: وَاللهِ مَا سَأَلْتُ الدُّنْيَا مَنْ يَمْلِكُهَا؛ فَكَيْفَ أَسْأَلُهَا مَنْ لاَ يَمْلِكُهَا؟

[الإِمَامُ الذَّهَبِيُّ فِي سِيَرِ أَعْلاَمِ النُّبَلاَء 467/ 4، رواه الدينوري في المجالسة وجواهر العلم (١/ ٣٨٤]

****

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ (١٣٣) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی ہے. (آل عمران 133)

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (٢١) (آؤ) دوڑو اپنے

رب کی مغفرت کی طرف اوراس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان کے لیے بنائی ہے جواللہ پراوراس کے رسولوں پرایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے. (الحدید 21)

وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ: مُقْسِطٌ، مُتَصَدِّقٌ، مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ،... اہل جنت تین (طرح کے لوگ) ہیں (1) ایسا سلطنت والا جو عادل ہے صدقہ کرنے والا ہے اسے اچھائی کی توفیق دی گئی ہے۔ (2) اور ایسا مہربان شخص جو ہر قرابت دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہے۔(3) اور وہ عفت شعار (برائیوں سے بچ کر چلنے والا) جو عیال دار ہے، (پھر بھی) سوال سے بچتا ہے۔ (مسلم 2865)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا